Majallah-e-Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 30, Sr.No.77, 2009, pp 39 -62

مجلّہ تحقیق
مجلۂ کلیۂ علوم شرقیہ
جلد ۳۰، شمارہ ۷۷، اکتوبر۔دسمبر ۲۰۰۹ء

مسعود سعد سلمان

شاعرِ زندان

ڈاکٹر محمد ناصر☆

Abstract:

Masood Sa'ad Salman is ranked among the greatest poets in the history of Persian literature. His forefathers belonged to Hamedan, Iran, but he was born in Lahore. He had great love for his place of birth. Due to some conspiracies, he was kept in prison and solitary confinement for almost two decades. During this difficult time he wrote some unforgettable verses which still remind us of his bitter life and more over expose his innocense. In this article, the poetry of Masood Sa'ad Salman has been critically evaluated and introduced. Some stunning examples from his passionate poetry have also been rendered. Furthermore, the writer has also mentioned the views of some prominent literary critics, both form past and present.

Key words: Masood Sa'ad, Persian poetry, Style, Salient features.

قید اپنی ذات میں مرتکز ہو جانے کا استعارہ ہے اور غنچہ گویا حصارِ خوشبو ہے، جو خوشبو کی دیوی کو اپنے نازک پروں میں محبوس کر لیتا ہے۔ کبھی تو یہ حصار نازک پنکھڑیوں کے روپ میں ہوتا ہے، اور کبھی سنگلاخ آہنی فصیلوں کی صورت میں۔ ہماری مذہبی، سماجی، سیاسی اور ادبی تاریخ میں ایسے کئی عظیم نام درج ہیں جن کی خوشبو کو زمانے کے ظالم ہاتھوں نے حبس میں رکھنا

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ فارسی، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

چاہا، لیکن ...خوشبو کے سحر اور اس کے امید بھرے پیغام کو بھلا کون سا ظالم حاکم یا آمر عصر محدود یا مسدود رکھ سکا ہے؟

قرآن کریم میں درج قصۂ یوسف اس قید کا استعارہ ہے، جو جابر حکمران حرفِ حق کہنے والے پر مسلط کر دیتا ہے، اور کتاب حق ہی میں مذکور حضرت یونس کی حکایت خود اپنی ذات پر جبر کی مثال ہے، تو پیغمبر اکرم کی غارِ حرا میں طویل نشستیں، خود اختیار کردہ تنہائی کی علامت ہیں۔ شعب ابی طالب میں گزرا ہوا مصائب و آلام سے بھرا سال معاشرے کی مسلط کردہ تنہائی ہے، تو میدانِ کربلا کی ان دیکھی دیواریں کچھ اور ہی کہانی سناتی ہیں۔ کہیں حسین کربلا (۶۲۶ء۔ ۶۸۰ء)، ''شہید شریعت'' کے روپ میں تو کہیں حسین بغداد (۸۵۸ء۔ ۹۲۲ء)، ''شہید طریقت'' کی صورت میں جلوہ افروز ہوتے ہیں؛ تو کبھی سقراط، زہر کا پیالہ آبِ حیات کی مانند نوشِ جاں کر کے خود کو امر کر لیتا ہے۔

دوسری طرف ادب کے میدان کارزار میں امیر خسرو (۱۲۵۵ء ۔ ۱۳۲۵ء) اور خاقانی شروانی (۱۱۲۱ء ۔ ۱۱۹۰ء)، محمد تقی بہار (۱۸۸۴ء۔ ۱۹۵۱ء) اور میرزادہ عشقی (۱۸۹۳ء۔ ۱۹۲۴ء)، ناظم حکمت (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۶۳ء) اور عارف قزوینی (۱۸۸۲ء۔ ۱۹۳۴ء)، بہادر شاہ ظفر (۱۷۷۵ء۔ ۱۸۶۲ء) اور واجد علی شاہ (۱۸۲۲ء۔ ۱۸۸۷ء)، مرزا اسد اللہ خان غالب (۱۷۹۷ء۔ ۱۸۶۹ء) اور مولانا حسرت موہانی (۱۸۷۵ء۔ ۱۹۵۱ء)، فرخی یزدی (۱۸۸۷ء۔ ۱۹۳۹ء) اور مولانا ابوالکلام آزاد (۱۸۸۸ء۔ ۱۹۵۸ء) اور علی برادران یعنی مولانا محمد علی جوہر (۱۸۷۸ء۔ ۱۹۳۱ء) اور مولانا شوکت علی (۱۸۷۳ء۔ ۱۹۳۸ء) سبھی نے پس زندان وقت گزارا، وطن سے دوری کی اذیت جھیلی، دیارِ غربت کا غم سہا، اور اپنی ذات کے ہنر کو درد کی

کٹھالی میں کندن کیا۔ جدید دور میں احمد ندیم قاسمی (۱۹۱۶ء۔ ۲۰۰۶ء)، فیض احمد فیض (۱۹۱۱ء۔ ۱۹۸۴ء) اور احمد فراز (۱۹۳۱ء۔ ۲۰۰۸ء) بھی اس لذت غیر مترقبہ سے محروم نہیں رہے۔ گویا ''حبسیہ ادب'' کی روایت نئی بھی نہیں اور ابھی ناتمام بھی ہے۔

برصغیر کے حبسیہ ادب میں بالعموم اور حبسیہ شاعری میں بالخصوص، ایک بہت بڑا نام مسعود سعد سلمان (۴۳۸ھ۔ ۵۱۸ھ ق/ ۱۰۴۶ء۔) کا ہے، جس کے اشعار رقت کلام، زورِ بیان، جذبۂ درونی اور اثر آفرینی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر غلام حسین یوسفی کے بقول: ''مفہوم، احساس اور جذبات وعواطف کے ابلاغ میں مسعود کو اس حد تک غیر معمولی ملکہ حاصل ہے کہ اس کا اثر قاری کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔'' (یوسفی؛۱۰۴)

مسعود کی زندگی کے اٹھارہ سنہرے سال قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے گزرے،

کہتا ہے۔

هفت سالم به کوفت سو و دهک
پس از آنم سه سال قلعهٔ نای

(مسعود سعد سلمان؛۴۲۱)

کہیں اپنے بے گناہی کا اظہار یوں کرتا ہے:

همی ندانم خود را گناهی و جرمی
مگر سعایت و تلبیس دشمن مکار

(ایضاً؛ ۲۲۷)

تو کبھی بادشاہ کے جذبۂ عفو کو بیدار کرنے کی ناکام سعی کچھ اس انداز میں کرتا ہے:

بندہ مسعود سعد سلمان را
بی گناہ در سپرد مکاری
کہ نکردہ است آن قدر جرمی
کہ برد بلبلی بہ منقاری
(ایضاً؛۴۰۳۔۴۰۲)

کبھی اپنی عاجزی و بے بسی کا اظہار یوں کرتا ہے:

واللہ کہ چو گرگ یوسفم واللہ
برخیرہ ہمی نہند بہتانم
گر ہرگز ذرہ ای شر باشد
در من نہ ز پشت سعد سلمانم
(ایضاً؛۲۹۶)

کبھی بادشاہ سے یوں مخاطب ہوتا ہے:

در بندِ تو ای شاہ! ملکشہ باید
تا بند تو پای تاجداری ساید
آنکس کہ ز پشت سعد سلمان آید
گر زہر شود ملک تو را نگزاید
(ایضاً؛۵۷۸)

کبھی خود ہی امید کی قندیل روشن کر لیتا ہے:

مظلوم و خیزد از تو انصافم
بیمارم و باشد از تو درمانم
(ایضاً؛۲۹۷)

اس کے اشعار خود اس کی کہانی سناتے ہیں:

تاری از موی من سپید نبود
چون بہ زندان مرا فلک بنشاند
ماندم اندر بلا و غم چندان
کہ یکی موی من سیاہ نماند
(ایضاً:۴۸۹)

اس کے کلام کی رقت، سوز و گداز اور جذبات کا وفور بے مثال ہیں، فارسی ادب ہی کیا بلکہ عالمی ادب میں ان کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ مسعود کی شاعری اور اس کے فن نے ہر دور میں ہرطرح کے ناقدین سے داد پائی ہے۔

متعدد تذکرہ نویسوں نے مسعود کی جائے پیدائش کے ضمن میں ہمدان کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے۔ مسعود کے اجداد کا تعلق اگرچہ ہمدان سے تھا لیکن وہ لاہور میں پیدا ہوا۔ وہ اپنی دل انگیز شاعری میں متعدد مقامات پر لاہور کا ذکر بڑے جذباتی انداز میں کرتا ہے:

ای لاوہور ویحک بی من چگونہ ای
بی آفتابِ روشن، روشن چگونہ ای

ناگہ عزیز فرزند از تو جدا شد ست
با درد او بہ نوحہ و شیون چگونہ ای
(ایضاً:۳۹۸)

اس کی زندگی اور اس کی شاعری دونوں دو ادوار پر مشتمل ہیں، ''تاریخِ شعر و سخنورانِ فارسی در لاہور'' میں لکھا ہے:

''مسعود کی زندگی اور شاعری کے دو پہلو ہیں، اس کی زندگی کا پہلا حصہ عشق و سرمستی اور شاعری کا پہلا دور قصیدہ گوئی پر مشتمل ہے، جب کہ زندگی کا دوسرا حصہ مصائب و آلام اور شاعری کا دوسرا دور حبسیات پر مبنی ہے، جو اس نے قید کے دوران کہے۔'' (یمین لاہوری؛ ۸۳)

مسعود کی زندگی کا ابتدائی حصہ آرام و آسائش اور سکھ چین سے عبارت تھا، یہ وہ دور تھا جب مسعود خود کئی شاعروں کا ممدوح تھا۔ قابلِ ذکر پہلو یہ ہے کہ مسعود کی مسرت و انبساط کے عہد کی شاعری میں عامیانہ پن اور سطحی جذبات نمایاں ہیں، جب کہ مسعود کی شاعری کا کمال یا اس کے فن کی معراج، اس کے حبسیات ہی ہیں۔

رشید الدین وطواط (۱۰۸۸ء۔۱۱۸۲ء) جو بہترین شعری ذوق کا حامل تھا اور فارسی ادب کی تاریخ کا عظیم نقاد مانا جاتا ہے، نے اپنی یادگار تصنیف ''حدائق السحر و دقائق الشعر'' میں حبسیات مسعود کو ''کلامِ جامع'' قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ''عجمی شعرا میں سے کوئی بھی شاعر اس میدان میں اُس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا، نہ ہی مفہوم کی دلکشی میں اور نہ ہی الفاظ کے غیر معمولی انتخاب میں۔'' (وطواط؛ ۲۹)

واضح رہے کہ رشید الدین وطواط نے اپنی کتاب میں صرف عرب شعراء (اہلِ زبان)

کی مثالیں دیں ہیں۔ مسعود وہ واحد غیر عرب یا عجمی شاعر ہے، جس کے عربی اشعار کو درج کرنا وطواط نے مناسب خیال کیا ہے۔ (وطواط؛ ۱۹۲۹: ۳۰)

ابوالقاسم حریری (۱۰۵۴ء۔۱۱۲۲ء) نے اپنی مشہور زمانہ تصنیف ''مقاماتِ حریری'' میں مسعود کی مدح کی ہے، حریری جیسے صاحبِ طرز ادیب کا مسعود کو خراجِ تحسین پیش کرنا بھی اہمیت سے خالی نہیں ہے۔

مسعودِ تمام اصنافِ سخن میں مہارتِ تامہ کا حامل تھا۔ غزنوی اور سلجوقی ادوار تک کی فارسی شاعری کی جملہ خصوصیات مسعود کی شاعری میں جمع ہوگئی ہیں۔

وہ خود بھی اپنی عظمت اور جامعیت کلام سے آگاہ تھا۔ بجا طور پر کہتا ہے:

به نظم و نثر کسی را گر افتخار سزا ست
مرا سزا ست که امروز نظم و نثر مرا ست
به هیچ وقت مرا نظم و نثر کم نشود
که نظم و نثرم دُر است و طبعِ من دریا ست

(مسعود سعد سلمان؛ ۷۱)

گویا اسے نظم و نثر دونوں میں مہارت حاصل تھی، ناصر ہیری دیوانِ مسعود کے دیباچہ میں لکھتا ہے: ''وہ میدانِ نظم کا شہسوار تھا، اور نثر میں بھی بے مثال مہارت رکھتا تھا۔'' (ہیری؛ پانزدہم و شانزدہم)

مسعود کا فارسی دیوان، عظیم صوفی شاعر حکیم سنائی غزنوی (۱۰۸۰ء۔۱۱۳۱ء) نے مرتب کیا، جو بجائے خود ایک اعزاز ہے۔

مسعود نے ہندی ثقافت کے زیر اثر نہ صرف رائج اصناف سخن میں مقامی رنگ کی جھلک دکھائی، بلکہ شاعری میں مقامی زبانوں کے الفاظ کے استعمال کو بھی رواج دیا۔ مسعود کی شروع کردہ اس سنہری روایت کو بعد ازاں امیر خسرو (۱۲۵۵ء۔ ۱۳۲۵ء) نے مرحلۂ کمال تک پہنچایا۔ یاد رہے کہ کچھ نقاد مسعود سعد ہی کو اردو کا پہلا شاعر بھی قرار دیتے ہیں، اگر چہ اُس کے غالبًا اردو میں کہے گئے اشعار دستبرد زمانہ کی نذر ہو چکے ہیں۔

مسعود سعد سلمان کو عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا، جس کا اظہار وہ برملا کرتا ہے:

زبان دولت عالی بہ بندہ داد پیام
کہ ای تو را دو زبان پارسی و تازی رام
بدان دو چیرہ زبان چون ثنا کنی بر شاہ
تو را ثنا بود اندر جہان ز خاص و ز عام
(مسعود سعد سلمان؛ ۲۹۲)

اس کے ساتھ ساتھ مسعود نے کچھ نئی اصناف سخن بھی متعارف کروائیں۔ جن میں بارہ ماہیا، شہر آشوب (مسعود سعد؛ ۱۹۸۴: ۵۳۸۔۵۲۳) اور مستزاد شامل ہیں۔ فارسی شاعری کی تاریخ کا قدیم ترین دستیاب مستزاد، جو سلطان مسعود کی مدح میں ہے، مسعود ہی کا ہے، جو معنوی اعتبار سے بعد میں لکھے جانے والے مستزاد سے منفرد اور ممتاز ہے۔ (ایضاً؛ ۴۵۵) مسعود ہی وہ شاعر ہے جس نے ''چیستان'' (ایضاً؛ ۳۱۲) کو قصیدے میں شامل کیا۔ گویا ہم مسعود کو جدت کا شاعر قرار دینے میں حق بجانب ہیں۔

حافظ شیرازی (۱۳۱۵ء۔ ۱۳۹۰ء) کو بجا طور پر فارسی کی ادبی تاریخ کا لازوال شاعر اور بالخصوص فارسی غزل کا تاجدار کہا جاتا ہے، حافظ نے مندرجہ ذیل شعر ردیف کی تبدیلی کے ساتھ اپنے دیوان میں درج کیا اور اسے فارسی غزل ایک اور عظیم شاعر کمال الدین اصفہانی سے منسوب کیا:

گر برکنم دل از تو، بردارم از تو مہر
آن مہر بر کہ افگنم، آن دل کجا کنم

(ایضاً؛۲۹۰)

جب کہ یہ شعر مسعود سعد سلمان کا ہے۔ حافظ سے پہلے کمال اصفہانی نے بھی اس شعر کو اپنے دیوان میں شامل کیا تھا، جس سے مسعود کی عظمت مزید واضح ہو جاتی ہے۔ حافظ کا خراجِ تحسین یقیناً کوئی معمولی بات نہیں۔

مسعود سعد کے دور کی رائج ترین صنف قصیدہ تھی، جو ایک مصنوعی صنفِ سخن ہے۔ مسعود نے قصیدے کو ایک نیا رنگ دیا۔ اس کے بیشتر قصائد بے جا تصنّع، بھدی بناوٹ اور تکلیف دہ مبالغہ سے پاک ہیں۔ ان کی جگہ اس کے ہاں اخلاص، دردمندی اور جذبے کی سچائی کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔

مسعود نے مرثیہ پر بھی طبع آزمائی کی۔ اس میدان میں بھی اس کی انفرادیت نمایاں ہے۔ اکثر شعراء نے محض درباری ضرورت کے تحت رسمی مرثیے لکھے ہیں، لیکن مسعود کے ہاں ایسا دکھائی نہیں دیتا۔ اس نے اپنے کچھ قریبی دوستوں کے اثر انگیز مرثیے لکھے، جن میں ذاتی درد نمایاں ہے۔ ناصر ہیری کے بقول" اس کے اشعار نایاب ہیرے کی طرح دلفریب اور یتیموں کی آہ وفغاں کی طرح دلسوز اور شور انگیز ہیں، یہ ایک دکھی شاعر کی شعلے برساتی ہوئی باتیں ہیں، جو پتھر کے دل کو بھی پگھلا دیتی ہیں۔" (ہیری؛ سی ام)

لہجے کی یہی صداقت اس کے حبسیات کی روح ہے، جو قاری کو اپنے سحر سے آزاد نہیں ہونے دیتی۔ نظامی عروضی سمرقندی (۱۱۱۰ء۔ ۱۱۶۱ء) نے لکھا ہے کہ ''کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ میں اُس کے اشعار پڑھ رہا ہوتا ہوں اور میرے بدن کے رونگھٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور آنکھوں سے پانی بہہ نکلتا ہے۔'' (نظامی عروضی سمرقندی؛ ۷۲)

تمام ناقدین ادب مسعود کی صداقت اظہار کے قائل ہیں۔ تاریخ ادبیات ایران میں لکھا ہے کہ ''مسعود سعد کی شاعری کی سوزناکی اور دلخراشی کا باعث یہی حقیقت ہے کہ اُس نے آپ بیتی بیان کی ہے، محض تصورات کو الفاظ کا روپ نہیں دیا۔ شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔'' (رضا زادہ شفق؛ ۱۶۱)

عبدالحسین زرین کوب کی رائے بھی اس سے مختلف نہیں۔ ''مسعود کی حبسیہ شاعری کا خمیر اُس کے باطنی کرب اور ذاتی دکھ سے اٹھا ہے، درحقیقت شاعر نے مصائب و مشکلات سے بھرپور اپنی سرگزشت بیان کی ہے۔'' (زرین کوب؛ ۱۱۸)

مسعود نے وہی کچھ لکھا، جو اس نے دیکھا اور محسوس کیا۔ اس کی شاعری کا یہ وصف اسے ایک منفرد مقام عطا کرتا ہے۔

چشمۂ روشن میں درج ہے کہ ''مسعود سعد کی شاعری اُس کی روح کا قصہ ہے، یہ اُس کے دکھی دل کی آہ و فریاد ہے۔'' (یوسفی؛ ۱۰۴)

مسعود کے ابتدائی دور کے اشعار میں خوشیاں، مسرتیں، خوشبوئیں، رنگ اور نتایاں اپنی تمام خوبصورتی کے ساتھ جلوہ فگن ہیں۔ فطرت سے محبت تو ویسے بھی اس دور کی شاعری کا طرۂ امتیاز ہے۔ مسعود، منوچہری دامغانی (وفات ۱۰۴۰ء) ہی کی طرح فطری حسن سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھنے والا شاعر ہے، اُس نے قدرتی مناظر کا نقشہ کچھ یوں کھینچا ہے کہ تصویر

آنکھوں کے سامنے مجسم ہو جاتی ہے۔ قاری اُس کا کلام پڑھتے ہوئے پھولوں کی خوشبو، پانی کی روانی اور پرندوں کے مسحور کُن نغموں سے بہ یک وقت لطف اندوز ہوتا ہے۔

مسعود کے یہ اشعار اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں:

گل موردِ خندان و دیدہ بگشادہ
دو طبعِ مختلفش دادہ فصل باد و سحاب
بہ سان دوئیست کہ یابد وصالِ یارِ عزیز
پس از فراقِ دراز و پس از عناد و عذاب
ہزار دستان با فاختہ گمان بردند
کہ گشت باران در جام لالہ بادۂ ناب

(مسعود سعد سلمان؛ ۶۰۔۵۹)

مسعود کے ہاں موسیقی کا شعور بھی ہے اور رنگوں کا ادراک بھی۔ وہ فطرت کو اس کے حقیقی روپ میں دیکھتا ہے۔ مسعود کے ایام مسرت کے اشعار میں بھی شیفتگی و وارفتگی نمایاں ہے۔ اس کے ابتدائی دور کی شاعری ہمیں انگریزی ادب کے عظیم شعرا ولیم ورڈز ورتھ (۱۷۷۰ء۔۱۸۵۰ء) اور پرسی شیلے (۱۷۹۲ء۔۱۸۲۲ء) کی یاد دلاتی ہے۔

سادگی، روانی، سلاست، جزالت، موسیقیت اور ترنم مسعود کی شاعری کے اہم اجزا ہیں۔ مسعود کی شاعری، سبکِ خراسانی کا عروج ہے۔ اس کے اشعار سبکِ خراسانی کے جملہ عیوب سے عاری ہیں۔ اگر اسے سبکِ خراسانی و سبکِ عراقی کا نقطۂ اتصال قرار دیں تو بے جا نہ ہوگا۔ وہ منتخب کلمات کو فنکارانہ مہارت کے ساتھ استعمال کرتا ہے، تاریخِ ادبیات در ایران

میں لکھا ہے کہ ''مفہوم کے ابلاغ میں مناسب ترین الفاظ کا استعمال، اس کی مہارت اور استعداد کا منہ بولتا ثبوت اور نا قابل انکار حقیقت ہے۔'' (صفا: ۴۸۹/۲)

مختلف شعرا نے قصیدے کے مختلف اجزا پر توجہ دی ہے۔ مسعود نے'' تشبیب'' پر خاص توجہ دی ہے، جو غزل کی بنیاد ہے۔ بلاشبہ اس کی تشابیب بہت زور دار ہیں۔ اسی سبب سے اس کے ہاں غزلیات کی تعداد کم ہونے کے باوجود تغزل کی کوئی کمی نہیں۔

مسعود کے ہاں ''گریز'' کے بھی نہایت عمدہ شعر ملتے ہیں، لیکن وہ مدح میں اتنے زور دار شعر نہیں کہ پایا، یہ اس کی خامی بھی ہے اور خوبی بھی۔

''مدعا'' میں اس نے حسب حال شکوائیہ شاعری کی ہے، یہی حصہ حبسیہ کہلاتا ہے، جس میں مسعود کا کوئی ثانی نہیں۔ اس اعتبار سے اُس نے قصیدے کو معنوی اعتبار سے بے پناہ وسعت دی ہے۔

مسعود سعد کے ہاں مختصر، مترنم اور آسان بحور بکثرت ملتی ہیں، کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

خویشتن را سوار باید کرد
بر سخن کامگار باید کرد
(مسعود سعد سلمان: ۱۳۱)

ہیچ کس را غم ولایت نیست
کارِ اسلام را رعایت نیست
(ایضا: ۷۴)

گردشِ آسمانِ دائرہ وار
گاہ آرد خزان و گاہ بہار
(ایضاً؛۴۴۸)

چونکہ مسعود کے ہاں سبک عراقی کی ابتدائی جھلکیاں بھی دکھائی دیتی ہیں، اس لیے منفرد اور مشکل ردیفیں بھی ملتی ہیں۔ ''آتش و آب'' بھی ایک ایسی ہی ردیف ہے:

نشستہ ام ز قدم تا سر، اندر آتش و آب
توان نشستن ساکن چنین در آتش و آب
می نخسپم شبہا و چون تواند گفت
کسی کہ دارد بالین و بستر آتش و آب
(ایضاً؛۴۸)

تغزل کے دو خوبصورت شعر دیکھیے:

از قد تو سرو بوستان سازم
از خد تو ماہ آسمان سازم
(ایضاً؛۳۰۴)

دلم از قحطِ مہر خشک شدہ است
بر دلم سود مند باران باش
(ایضاً؛۵۶۰)

مسعود نے نادر تشبیہات، اچھوتے استعارے اور خوبصورت تراکیب کو متعارف کروایا۔ اس کے قصائد بھی غزل سے قریب تر ہیں۔اس دور میں کسی ایک چیز کی تعریف یعنی

''وصف نگاری'' کا رواج ہو چلا تھا، مسعود کے ہاں بھی ایسے اشعار ملتے ہیں، مثلاً ''وصفِ اسب''(ایضاً؛۴۶۰)، ''وصف تیغ'' (ایضاً؛ ۴۹۷) اور''وصف قلم'' (ایضاً؛۲۸۲) وغیرہ۔

ایک مدح گو شاعر کی حیثیت مسعود سعد سلمان، سعدی شیرازی (۱۲۱۳ء۔ ۱۲۹۱ء) کا پیشرو معلوم ہوتا ہے۔ اس نے کسی ایسے شخص کا قصیدہ نہیں کہا، جسے جانتا نہ ہو۔ کہتا ہے:

کسی کہ خانہ و خوانش ندیدہ ام ہرگز
بہ مدحِ او سخنِ چربِ و خوش چرا رانم؟
(ایضاً؛۳۰۳)

لہجے کی بے باکی ملاحظہ کیجیے:

بہ تکلف چنین سخن خیزد؟
در ثنای کسی، ز طبعِ کسی؟
(ایضاً؛۵۱۷)

ہست معلوم او کہ در خدمت
من ز ہیچ کس مزد نستانم
(ایضاً؛۲۸۴)

مسعود کے ہاں مدح کا اندازہ منفرد ہے، اس کی تشبیہات اور استعارات بے مثال ہیں:

قیاسِ لشکرت نتوانِ گرفتن
کہ یک مردِ تو در مردی ہزار است
(ایضاً؛۶۷)

بر من احسانِ تو فراوان شد
اندکِ چون توئی فراوان است
(ایضاً:۱۷)

مسعود کے ہاں اپنے معاصرین کے مقابلے میں کہیں زیادہ فخریہ اشعار ملتے ہیں، جو بجا ہیں۔ مسعود ایک بھرپور شخصیت کا مالک تھا، وہ وجیہ، شجاع، سخی، بہترین منتظم، شفیق، صاف گو اور عالم و فاضل شخص تھا۔ وہ اپنے علم و فضل پر سب سے زیادہ فخر کرتا ہے اور پھر اپنے اخلاق و کردار پر، جو اُس عہد میں ایک غیر معمولی بات ہے، کہتا ہے:

نہ چو من بود یک ثنا گستر
نہ چو من ہست یک سخن پیرای
(ایضاً:۴۲۱)

من آن کسم کہ گہِ نظم ہیچ گوینده
بہ لفظ و معنی چون من ندارد استقلال
گہی بہ نثر فشانم و لفظ دُرِ ثمین
گہی بہ نظم نمایم ز طبع سحر حلال
(ایضاً:۲۶۴)

عالی ہمتی، بلند حوصلگی، خود داری اور اعلیٰ ظرفی اس کی شاعری کے اہم موضوعات ہیں:

تو با زمانہ اگر بس نیامدی شاید
کہ ہیچ مرد ہنر با زمانہ بس ناید
(ایضاً:۴۸۷)

ایک جگہ یوں سخن طراز ہے:

شکر و منت خدای عالم را
کہ مرا داد از ہنر چندان
(ایضاً؛۳۵۰)

وہ فخریہ اشعار میں بھی اپنی ذاتی زندگی کی بے مثال عکاسی کرتا ہے:

نکنم جز دعای نیک آری
کار چون من کسی دعا باشد
(ایضاً؛۱۰۱)

جاہم جو بکاہد خرد فزاید
کارم چو ببندد سخن فزاید
ہر جای کہ مسعود سعد باشد
کس با او پہلو چگونہ ساید
(ایضاً؛۱۰۹)

روزی کہ راحتی نرسد از من
مر خلق را، ز عمر نپندارم
(ایضاً؛۳۰۲)

مسعود سعد کی شاعری کا دوسرا دور کہیں زیادہ اہم ہے۔ حبسیہ شاعری میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ حبسیات مسعود کے بارے میں چند آراء دیکھیے:

مجمع النوادر (چہار مقالہ) میں لکھا ہے: ''ارباب دانش و اصحابِ انصاف جانتے ہیں

کہ حبسیہ شاعری میں مسعود کا درجہ کتنا بلند ہے، اور فصاحت میں اس کا کیا مقام ہے۔"

(نظامی عروضی سمرقندی؛ ۷۲)

یان ریپکا لکھتے ہیں: "قید خانے میں کہے گئے اُس کے اشعار فارسی شاعری کے یادگار ترین آثار میں سے ہے۔" (ریپکا؛ ۳۰۴)

آربری کے بقول: "انھی حبسیات کے باعث مسعود سعد کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔"

(آربری؛ ۱۰۹)

مسعود کے حبسیات کی نمایاں خصوصیت اس کی امید پسندی ہے، وہ بلاشبہ "فاتحِ سومناتِ نفس" ہے، اس کے حبسیہ اشعار فارسی شاعری کا بے بہا گنجینہ ہیں:

اشک من و رخسار تو ہم رنگ شدہ است
روز من و زلف تو شبہ رنگ شدہ است
گیتی بر من چون دہنت تنگ شدہ است
ہمچون دل تو جان من از سنگ شدہ است

(مسعود سعد سلمان؛ ۲۹۶)

شاعر کی لاچاری اور بے بسی کی تصویر سامنے آجاتی ہے، جو اس کی عظمت کی گواہی دیتی ہے، کہتا ہے:

مردہ ای ام چو زندہ ای امروز
خفتہ ای ام بہ سان بیداری

(ایضاً؛ ۴۰۲)

خار اندام گشت پیرہنم
موی مالیدہ گشت دستارم
کہ بہ ہر قلعہ ای و زندانی
در دو گز بیش نیست رفتارم
(ایضاً؛۲۷۹)

مسعود سعد ہی کی طرح خاقانی شروانی (۱۱۲۱ء۔۱۱۹۰ء) نے بھی حبسیہ اشعار کہے ہیں، جن کا موازنہ خاصا دلچسپ ہے۔ تمام تر دانش و حکمت کے باوجود خاقانی کے ہاں وہ بے تکلفی اور سادگی دکھائی نہیں دیتی، جو مسعود سعد کی شاعری کا خاصہ ہے۔ خاقانی کی زبان ثقیل، دشوار اور روزمرہ سے دور ہے، جب کہ مسعود نے انتہائی سادہ الفاظ میں گویا دل کھول کر رکھ دیا ہے۔

مسعود کے آخری ایام کی شاعری پر تصوف کا رنگ غالب ہے۔ کہتا ہے:

چون بدیدم بہ دیدۂ تحقیق
کہ جہان منزل فنا ست کنون
مدتی خدمت شہان کردم
نوبت خدمت خدا ست کنون
(ایضاً؛۵۰۸)

آیئے فارسی ادب میں مسعود کا مقام متعین کرنے سے پہلے کچھ ناقدین کی آراء کا جائزہ لیتے ہیں:

راہنمای ادبیات فارسی میں درج ہے کہ ''مسعود بن سعد بن سلمان لاہوری، غزنوی اور سلجوقی ادوار کے عظیم ترین شاعروں میں سے ایک ہے۔'' (خانلری؛۳۵٦)

تاریخِ ادبیات در ایران میں لکھا ہے: ''مسعود سعد ایران کے اکابر فصحا میں سے ایک ہے، وہ اُن عظیم شعرا میں شامل ہے جو اپنے فصیح و بلیغ کلام کے سبب بے حد مقبول ہیں۔'' (صفا؛ ۴۸۳)

رخسارِ صبح میں استاد کزازی لکھتے ہیں کہ ''مسعود کے حبسیات بے مثال اور بے نظیر ہیں۔'' (کزازی؛ ۳۶۲)

ای جی براؤن کے بقول ''قلعۂ نای میں طویل قید کے دوران کی گئی اپنی جذباتی شاعری اور غیر معمولی اخلاص کی بنا پر مسعود سعد ہمیشہ یاد رکھے جانے کے قابل ہے۔'' (براؤن؛ 324)

رشید یاسمی کہتے ہیں کہ '' اُس کے آتشیں اشعار نے مجھے اس حد تک دیوانہ بنا رکھا ہے کہ میں بارہا اُس کا دیوان پڑھ چکا ہوں۔'' (یاسمی؛ ۲۹)

مسعود سعد کے بعد آنے والے متعدد شعرا نے اُس کی شان میں شعر کہے ہیں۔(۱) کسی شاعر کے لیے یہ امر کسی اعزاز سے ہرگز کم نہیں۔ بغیر کسی خوفِ تردید کے کہا جا سکتا ہے کہ مسعود سعد سلمان فارسی ادب کے عظیم ناموں میں سے ایک ہے۔ اس کا مرتبہ خصوصاً حبسیات میں بے مثال ہے۔ اس کی سلاست، جزالت، کلام کی فنی پختگی، روانی، موسیقیت ترنم، اخلاص اور عالی ہمتی کا درس خود اس کی عظمت کے گواہ ہیں۔ اس مختصر مقالے میں مسعود کا ذکر نامکمل اور اُس کی حکایت ناتمام ہے، پس اُسی کے ایک شعر پر بحث کو سمیٹتے ہیں، کس خوبصورتی سے کہتا ہے:

از قصۂ خویش اندکی گفتم
گر چہ سخن است بس فراوانم

(مسعود سعد سلمان؛ ۲۹۷)

حواشی:

(۱) متعدد عظیم المرتبت شعرا نے مسعود سعد سلمان کو غیر معمولی انداز میں خراج تحسین پیش کیا ہے، جو یقیناً بے مثال ہے۔

سنائی غزنوی کہتا ہے:

شعر چون درّ تو حسود تو را
جگر و دل چو لعل و مرجان کرد
چہ دعا گویمت کہ خود ہنرت
مر تو را پیشوای دوران کرد

معزی کے بقول:

شریف خاطر مسعود سعد سلمان را
مسخر است سخن چون پری سلیمان را
ز شادی ادب و عقل او بدار سلام
ہمہ سلامت و سعد است، سعد سلمان را

بلکہ اس کی ستائش میں مبالغے کی حد تک چلا گیا ہے:

در مجلسِ بزرگانِ خالی مباد ہرگز
پیرایۂ بزرگی مسعود سعد سلمان
آن شاعرِ سخنور کز نظم او نکو تر
کسی در جہان کلامی نشنید بعد قرآن

رشیدی سمرقندی کہتا ہے:

رسید شعر تو ای تاجِ شاعران بر من
چو نو شگفتہ گل اندر بہار گرد چمن

اور ابو الفرج رونی کے بقول:

نازم بدان کہ ہستم شاگرد تو
شادم بدان کہ ہستی استاد من

(مندرجہ بالا تمام اشعار؛ منقول از: قزوینی، عبدالوہاب؛ ترجمۂ ای جی براؤن؛ (85-90: 1906

منابع:

۔آربری، آرتھر جان (۱۳۷۱ش/ ۱۹۹۲ء) ادبیات کلاسیک فارسی، ترجمۂ اسداللہ آزاد، چاپ اول، انتشارات قدس رضوی، ایران۔

۔باقر، محمد/ وحید مرزا (۱۹۷۱ء) تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند، تیسری جلد، فارسی ادب (جلد اول)، طبع اول، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

۔حاکمی، اسماعیل (۱۳۷۳ش/ ۱۹۹۴ء) برگزیدہ اشعار مسعود سعد سلمان، انتشارات امیر کبیر، تہران، ایران۔

۔حافظ شیرازی (۱۳۷۴ش/ ۱۹۹۵ء) دیوان غزلیات، بہ کوشش خلیل خطیب رہبر، چاپ پانزدہم، انتشارات صفی علی شاہ، تہران، ایران۔

۔ خانلری کیا، زہرا (۱۳۴۱ش/۱۹۶۲ء) راہنمای ادبیات فارسی، کتابخانۂ ابن سینا، تہران، ایران۔

۔ ریکا، جان (۱۳۷۰ش/۱۹۹۱ء) تاریخ ادبیات ایران، ترجمۂ کیخسرو کشاورزی، انتشارات گوتنبرگ، تہران، ایران۔

۔ زرین کوب، عبدالحسین (۱۳۷۳ش/ ۱۹۹۴ء) با کاروان حلہ، چاپ ہشتم، انتشارات علمی، تہران، ایران۔

۔ شبلی، صدیق/ محمد ریاض (۲۰۰۳ء) فارسی ادب کی مختصر ترین تاریخ، سنگ میل پبلیکیشنز، لاہور، پاکستان۔

۔ شفق، رضا زادہ (۱۳۴۲ش/۱۹۶۳ء) تاریخ ادبیات ایران، چاپ، انتشارات امیر کبیر، تہران، ایران۔

۔ شیمل، آنہ میری (۱۳۷۳ش/۱۹۹۴ء) ادبیات اسلامی ہند، ترجمۂ یعقوب آژند، چاپ اول، انتشارات امیر کبیر، تہران، ایران۔

۔ صفا، ذبیح اللہ (۱۳۷۱ش/۱۹۹۲ء) تاریخ ادبیات در ایران، جلد دوم، چاپ دوازدہم، انتشارات فردوس، تہران، ایران۔

۔ صفا، ذبیح اللہ (۱۳۷۲ش/۱۹۹۳ء) گزیدۂ چہار مقالہ، چاپ یازدہم، انتشارات امیر کبیر، تہران، ایران۔

۔ کزازی، میر جلال الدین (۱۳۶۸ش/۱۹۸۹ء) رخسار صبح، چاپ اول، نشر مرکز، تہران، ایران۔

۔مسعود سعد سلمان (۱۳۷۴ش/ ۱۹۹۵ء) دیوان مسعود سعد سلمان، مقدمہ رشید یاسمی، انتشارات نگاہ، تہران، ایران۔
۔مسعود سعد سلمان (۱۳۶۳ش/ ۱۹۸۴ء) دیوان مسعود سعد سلمان، مقدمہ ناصر ہیّری، چاپ دوم، انتشارات گلشائی، تہران، ایران۔
۔معین، دکتر محمد (۱۳۷۵ش/ ۱۹۹۶ء) فرہنگ فارسی، چاپ دہم، انتشارات امیر کبیر، تہران، ایران۔
۔نظامی عروضی سمرقندی (۱۳۷۲ش/ ۱۹۹۳ء) چہار مقالہ (مجمع النوادر)، بہ تصحیح علامہ محمد قزوینی، شرح لغات دکتر محمد معین، چاپ اول، انتشارات جام، تہران، ایران۔
۔نفیسی، سعید (۱۳۴۴ش/ ۱۹۶۵ء) تاریخ نظم و نثر در ایران و در زبان فارسی، چاپ اول، کتاب فروشی فروغی، تہران، ایران،
۔وطواط، رشیدالدین (۱۳۰۸ش/ ۱۹۲۹ء) حدائق السحر، بہ تصحیح عباس اقبال، تہران، ایران۔
۔ہمایی، جلال الدین (۱۳۷۳ش/ ۱۹۹۴ء) تاریخ مختصر ادبیات ایران، بہ کوشش ہمایی، ماہدخت بانو، چاپ اول، مؤسسۂ نشر ہما، تہران، ایران۔
۔یوسفی، غلام حسین (۱۳۷۳ش/ ۱۹۹۴ء) چشمۂ روشن، چاپ پنجم، انتشارات علمی، تہران، ایران۔
۔یمین خان (۱۹۷۱ء) تاریخ شعر و سخنوران فارسی در لاہور، از ظہور اسلام تا عصر شاہجہان، چاپ اول، غلام علی پبلشرز لاہور، نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ کراچی،

پاکستان۔

. Browne, E.G (1964) A Literary History of Persia, Vol II, CambridgeUniversity Press, United Kingdom.

. Qazvini, Mirza Muhammad Ibn Abdul Wahab (1906) Mas'ud Saaa'd-i-Salman, Translated by Browne, E.G., Stephen Auston and Sons Limited, United Kingdom.